بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین

ایل ۱۸۲۱

رجسٹرڈ نمبر ع

الحافظ

شیعہ مدرسۃ الحفاظ لاہور کا ماہوار علمی رسالہ

زیر حمایت

سرکار حجۃ الاسلام اعلم العلماء حائری مجتہد پنجاب

مدظلہم العالی

مُدیر

حکیم شیخ بہادر حسین

چاند مارکہ

عرف والاخضر

عرشی خضاب

فی شیشی آٹھ آنہ

سفید بالوں کی جڑوں تک اصلی اور دیرپا سیاہی لانیوالا سخت بالوں کو ریشم کی طرح نرم۔ ملائم اور چمکدار بنانے بیرونی خضابوں کے تمام نقائص سے بری۔ ابرے اور استرکی دو سری سے بچانیوالا۔ دنیا بھر کے تمام خضا سے سستا لیکن بجبہ اور چہرہ کھا نگ چڑھانیوالا ایک ہی شیشی کا واحد اور لاجواب خضاب ہے۔ اگر آپکا دل چاہے تو طبیہ امتحان ہی سہی۔ ایک مرتبہ اس عجیب وعجیب ایجاد کی بھی آزمائش کر لیجئے۔ اگر آپ کے بال سیاہ نہ ہوں تو واپس کر کے دام منگا لیجئے۔ فی شیشی ۸ر

الف۔ اے۔ ہاشمی بطب رئیس العلماء مولانا عرشی صاحب قبلہ نواب کی ڈیوڑھی بنارس

جناب مولانا عرشی صاحب قبلہ کا حکم ہے

عام طور پر جملہ حضرات کو اطلاع دیدی جائے کہ اگر خدانخواستہ اگر کسی بندہ خدا کو اولاد نہ ہوتی ہو یا ہو کر زندہ نہ رہتی ہو یا کوئی مرض جسکا علاج آپ فنی طور پر چاہتے ہوں یا کسی مشکل کام میں روحانی فائدہ اٹھانا چاہتے ہوں تو براہ راست بلا ہی اپنی کیفیت بیان کیجئے یا مراسلات کے ذریعہ مفصل حال تحریر کیجئے انشاءاللہ مشکلکشا کے صدقہ میں آپکی مشکل آسان ہوگی خاص طور پر اگر کسی بندہ خدا کی نسل کی بیماری شروع ہو چکی ہو کہ ڈاکٹر حکیم جواب دے چکے ہوں تو جناب مولانا دام ظلہ سے رجوع کریں اور قدرت خدا مشاہدہ کریں کیونکہ اس علاج میں بھی آپ کا نقصان نہیں ہے اور دور دور شہرہ ہے اطمینان کے لئے اشتہار الحمد پڑھائیے۔ ہر خط میں جواب کے لئے ٹکٹ آنا چاہئے ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔

المعلن بندہ چیر ہاشمی

چندہ سالانہ ...

الحافظ

قیمت فی پرچہ ۲/

جلد اول | بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۵ء مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۴۴ھ | نمبر (۱۰)

باب الفتاویٰ

سوال۔ خلیفہ عثمان عام طور پر ذوالنورین کہلاتے ہیں۔ کیسے دو نور انہیں ملے تھے جس سے وہ ذوالنورین کہلائے براہ کرم واضح ارشاد فرمائیں کہ دو نور سے کیا مراد ہے۔

الجواب۔ فتاویٰ حائری حصہ پنجم میں ایسے ہی سوال کا جواب مفصل دیا گیا ہے۔ یہاں آپ کے اطمینان کیلئے مجملاً ذکر ہے کہ مرید جو چاہیں اپنے پیر کو بنا دیں وہ قرآن و حدیث کے کب پابند رہتے ہیں۔ (پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند) بہت مشہور مثال ہے۔ یہ بھی مریدوں ہی کا عطیہ ہے۔ حدیث وغیرہ کوئی نہیں۔

پس نورین سے اگر مریدوں کی مراد نور دنیا اور نور آخرت ہے تو اس میں کوئی خاص فضیلت انکے لئے ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے ہر مومن کو دنیا و آخرت میں دو نور دیئے ہوئے ہیں۔ نور دنیا کے ثبوت میں آیت قرآن ملاحظہ ہو۔ اومن کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس پ ۸ ع ۲ یعنی کیا ایک شخص جو پہلے مردہ تھا۔ پھر اس میں ہمنے جان ڈالی اور اسکو ایک نور عطا کیا جس کی مدد سے وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے۔ اب نور آخرت کی آیت بھی سن لو قولہ تعالیٰ یوم تری المومنین والمومنات یسعیٰ نورھم بین ایدیھم وبایمانھم الآیۃ پ ۲۷ ع ۱۶ یعنی اے پیغمبر صلعم اس دن مومنین اور مومنات کو دیکھو گے کہ انکا (ایمان مشتمل) نور (بشکل روشنی) انکے آگے اور انکے داہنے طرف چل رہا ہوگا۔ پس جبکہ قرآن مجید سے یہ ثابت ہے کہ جملہ مومنین کیلئے دو نور ہیں تو حضرت عثمان کیلئے اس میں کیا خصوصیت اور فضیلت باقی رہ گئی۔ ہر ایک مومن ذوالنورین ہے۔ اگر حضرت عثمان بھی مومن ہونگے تو بغیر تخصیص و تفضیل دوسروں کی طرح انکو کسی طرح اس خطاب میں مخل نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ قرآن سے سب مومنوں کا ذوالنورین ہونا ثابت ہے۔

اب دوسری صورت بھی ملاحظہ فرمائیں کہ اگر خطاب ذوالنورین سے حضرت عثمان کے ایمان کا اظہار مقصود ہے تو پہنبر اسلام اسمیں یہ لازم آئیگا کہ ان لوگوں کے نزدیک شیخین عثمان سے افضل تھے۔ انکے ایمان کو پیغمبر نے کیوں ظاہر فرمایا اور عثمان کے لئے نور کے ذکر سے کیوں تخصیص فرمائی پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام کیلئے یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ کہ جملہ مومنین میں سے صرف ایک شخص کے ایمان کا تو ذکر کردے۔ اور سب مومنوں کے ایمان سے سکوت اختیار فرمائے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ دو نور تھے جو عثمان ہی کیلئے دنیا اور آخرت میں خاص کئے گئے تھے۔ تو اسپر یہ سوال پیدا ہوگا کہ یہ دو خاص نور حضرت ابوبکر صاحب اور حضرت عمر صاحب کیلئے بھی تھے یا نہیں تھے۔ اگر شیخین کیلئے بھی یہ دونوں نور تھے تو آپ ہی بتائیے پھر عثمان کیلئے خصوصیت ذوالنورین ہونیکی کہاں باقی رہی۔ اور اگر خاص ان دو نوروں سے شیخین محروم تھے تو پھر حضرت عثمان اس بناء پر حضرات شیخین سے لازماً افضل ٹھہریں گے۔ یہ عقیدہ سنت جماعت کے خلاف ہے۔ وھو العالم

احقر علی الحائری۔

شذرات

عالی جناب راجہ سلیم پور کا خیر مقدم

مؤرخہ ۲۲ نومبر ۲۹ء کو ہمیں خبر ملی کہ فخر قوم و فدائے ملت عالیجناب جلیل المراتب عمیم الاحسان راجہ السید احمد علی خان ادام اللہ تعالیٰ اقبالہ بحسن اتفاق حسنہ سے دارالسلطنت لاہور میں رونق افروز ہیں ۔ بیحد مسرت ہوئی اسی وقت پنجاب شیعہ مشن اور شیعہ ینگمین سوسائٹی خواجگان نارووالی و صیغہ مدرسۃ الحفاظ کی جانب سے ایک معزز و مؤقر ڈیپوٹیشن راجہ صاحب بالقابہ کی خدمت میں جانا قرار پایا ۔ اور یہ بھی قرار پایا کہ ڈیپوٹیشن جانے سے پہلے راجہ صاحب سے استمزاج کر لیا جائے ۔ بحمد اللہ حضور ممدوح نے از راہ مہربانی و کرم پروری ملاقات کی اجازت دیدی چنانچہ شیعیان لاہور کا وفد اسی شب ۹ بجے حاضر ہو کر رسم آداب بجا لایا ۔ جانبین سے مزاج پرسی ہوئی ۔ راجہ صاحب کی طرف سے وفد کی پر تکلف پان اور سگریٹ سے دعوت کی گئی ۔ ایک گھنٹہ متواتر مزے کی باتیں ہوئیں عالیجاہ کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ نے اپنا گرویدہ اور شیدائی بنا لیا ۔ آپ کے تلطف و کرم گستری کا وفد شکر گذار ہے ۔ باریتعالیٰ بحق محمد و آل محمد ایسے ایسے ہی خواہان ملت و اعیان قوم کو تا دیر زندہ سلامت رکھے ۔ آمین ۔ ثم آمین ۔ رخصت کے وقت شعبہ مدرسۃ الحفاظ کی طرف سے ٹی پارٹی کی دعوت دیگئی ۔ الحمد للہ کہ راجہ صاحب نے بغیر کسی عذر کے ....

.... وفد کی درخواست کو منظور فرما لیا ۔ اور باین الفاظ ارشاد کیا کہ آپ حضرات کا اس نازک وقت میں تشریف لانا باعث خرسندی اور ٹی پارٹی کی دعوت دینا ہمارے لئے موجب شکر گذاری ہے اس کے دوسرے روز مؤرخہ ۲۳ نومبر چار بجے شام دار الشریعت جناب قبلہ و کعبہ حضور پُر نور سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام علامہ حائری مدظلہم العالی میں تمام ضروریات مہیا کئے گئے تھے ۔ راجہ صاحب ٹھیک چار بجے مع چند احباب کے تشریف لے آئے ۔ نہایت تزک و احتشام سے آپ کا خیر مقدم ہوا قبلہ و کعبہ سے دست بوسی ہوئی اور دیگر حاضرین سے جو پہلے سے دار الشریعت میں جمع تھے ملاقات ہوئی اور مفصلہ ذیل ایڈریس پیش کیا گیا ۔ (مدیر)

ایڈریس

بموقعہ تشریف آوری عالیجناب راجہ سید احمد علی خان بہادر ۔ ایم ۔ بی ۔ ای ۔ ایم ایل سی والیٔ سلیم پور ادام اللہ اقبالہ العالی بجلسہ منعقدہ پنجاب شیعہ مشن و شیعہ ینگمین سوسائٹی خواجگان نارووالی و اراکین مدرسۃ الحفاظ بر فیض کاشانہ سرکار حجۃ الاسلام صدر المفسرین نائب علمائے طاہرین مولانا علامہ السید علی الحائری ادام اللہ ظلہم العالی واقعہ موچی دروازہ ۔ کوچہ شیعیان لاہور ۔

آج کس قدر مسرت خیز اور مبارک یوم ہے۔ کہ اجل اعیان قوم ۔ سرپرست مذہب حق اثنا عشریہ حامیٔ شریعت غرائے نبوی عالی جناب راجہ سید احمد علیخان بہادر اوف سلیم پور نے اس سوسائٹی کی سرپرستی قبول فرماکر ہماری بے انتہا عزت افزائی فرمائی اور اس جلسہ میں تشریف لاکر ہمیں کمال درجہ ممنون و مشکور فرمایا۔

اب ہم مختصر اور مجمل اپنے دینی خدمات کی سرگذشت حضور عالی کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہیں:-

عرصہ تقریباً آٹھ سال کا ہوا کہ ہماری پنجاب شیعہ مشن و شیعہ ینگمین سوسائٹی نے میدان تبلیغ دین حق میں قدم رکھا اور ماہواری ایک مجلس منعقد کی جس میں بالخصوص سرکار حجۃ الاسلام صدر المفسرین نائب خلفائے راشدین مولانا علامہ السید علی الحائری ادام اللہ ظلہم العالی اور عام طور پر بعض دیگر علمائے پنجاب برنگ مناظرہ وعظ فرماتے رہے۔ علاوہ اس کے ہر موقع میلاد آئمۃ طاہرین علیہم السلام پر مجالس منعقد ہوا کیں جس کی وجہ سے حالات آئمۃ طاہرین سے ناواقف اور سیدھے سادھے مومنین کو کما حقہٗ معلومات حاصل ہوتے رہے۔

سرکار علامہ حائری مدظلہ کے مواعظ متعددہ رسائل کی صورت میں چھاپ کر سوسائٹی مخالفین میں مفت تقسیم کیا کی ان مواعظ اور رسائل نے یہ اثر دکھایا کہ باطل پرستی کی رگ حیات کچھ ایسی کٹ گئی ہے کہ اب مخالفین میں ہنگامہ آرائی کی جرأت باقی نہ رہی۔ اور جس کا مفید سے مفید نتیجہ یہ ہوا کہ دس آٹھ سال کی کوشش وسعی سے تقریباً دو ڈھائی ہزار حق بین نگاہ والوں اور سعید روح والوں نے اپنی عقل و تمیز سے کام لے کر اپنے باطل اور مصنوعی مذہب سے متنفر اور تائب ہو کر دین حق قبول کیا۔

شیعہ مشن کے روحانی حامی و سرپرست ہمارے سرکار علامہ حائری مدظلہ العالی متعدد اور مختلف شہروں میں اودھ پنجاب اور سندھ وغیرہ کے اہلیان کی طلبی پر دورہ لگاتے رہے۔ ان دوروں کے موقع پر آپ کے مواعظ نے کچھ ایسا تائیدی اثر دکھایا کہ جگہ جگہ شیعہ انجمنیں قائم ہو گئیں جو نیز قومی خدمت میں مشغول ہیں۔ بالخصوص رواج تعزیہ داریٔ سید الشہداء علیہ التحیۃ والثناء ان انجمنوں نے تحصیلوں اور دیہاتوں میں پنجاب اور سندھ کے اعلیٰ پیمانہ پر کی جو نیز باعث کشش قلوب بطرف دین حق ہوئیں۔ برابر مخالفین کے حملوں کے مشکل موقعوں پر انہوں نے ہم سے مدد طلب کی اور یہاں سے مناظر بھیجے گئے۔ اور ہمیشہ کامیابی کے ساتھ مظفر و منصور واپس آئے۔

چونکہ اکثر اہلسنت والجماعت طعنہ زنیاں کرکے شیعوں پر آوازے کستے رہے۔ کہ اثنا عشری میں کوئی حافظ قرآن شریف نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ خلفائے ثلاثہ کی ان کے حق میں بددعا ہے اور یہ معجزہ

ان حضرات کا ہے۔ لہذا اہل جماعت کی طبیعتیں تب ہی سے متاثر ہو کر اُن کے اس معجزہ کو باطل کرنے کے لئے ہماری سوسائٹی کمر ہمت باندھ کر مستعد ہوئی۔ چنانچہ اسی سوسائٹی نے ایک ریزولیوشن پاس کیا۔ کہ لاہور میں ایک تعلیمگاہ کھولی جائے جسکا نام "مدرسۃ الحفاظ" ہو اور اس میں مومنین کے بچوں کو قرآن حفظ کرایا جائے اور مترجمہ قرآن تفسیر قرآن کا درس دیا جائے۔ اور خاص تفسیری نکات اور حل متشابہات قرآن سے انہیں واقف کرایا جائے۔ چنانچہ عرصہ ایک سال کا ہوا کہ وہ مدرسہ کہ جس میں ابھی صرف حفظ قرآن کی درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے کھولدیا ہے۔

جملہ رسائل بمواعظ ماہواری رسالہ الحفاظ مع سالانہ رپورٹ سوسائٹی اس وقت تقدیم حضور مبارک برائے ملاحظہ کے لئے ہو گا۔ چند بچے حاضر کئے گئے ہیں۔ وہ قرآن مجید جہاں جہاں تک انہوں نے حفظ کیا ہے حضور عالی کو سنائیں گے۔

یہ سوسائٹی عرض پرداز ہے کہ اس مدرسہ کی ضرورت اور اہمیت ملحوظ رکھتے ہوئے اگر آپ سے اعیان اور سرپرست ملت و شرفائے [illegible] اپنی بیش بہا رایوں یعنی لسانی امداد سے اور نیز مالی امداد سے اس کار خیر میں حصہ لیکر ہماری ہمت کو تقویت اور قوت کو اعانت پہنچائیں تو ہمارے ہاتھوں سے لگایا ہوا مدرسۃ الحفاظ کا نوزائیدہ پودا سرسبز و شاداب ہو کر برگ و بار پھل لائیگا۔ جو فقط آپ اعیان کی توجہ کا نتیجہ ہوگا۔

ہم اس ایڈریس کو دعا پر ختم کرتے ہیں۔ خداوند ہمارے اعیان قوم اور علمائے دین کو ہمارے سروں پر دائم و قائم رکھے اور ہمارے راجہ صاحب موصوف کو طول عمر عطا فرمائے بحق محمد و آلہ الطاہرین۔

خادمان قوم سیکرٹریان انجمن شیعہ مشن و شیعہ ینگمین سوسائٹی خواجگان نارووال و شیعہ مدرسۃ الحفاظ لاہور۔

ابو محمد طالب۔ اشک

یکے از معاونین مدرسۃ الحفاظ بقلم خود ۲۳ نومبر ۲۵ء

منجانب سرکار راجہ صاحب بہادر آف سلیم پور دام اقبالہ

خرز ناظرین و جناب قبلہ و کعبہ

خلاصہ جواب ایڈریس

میں آپ کا شیعہ مشن و شیعہ ینگمین سوسائٹی و اراکین مدرسۃ الحفاظ کا نہایت شکر گذار ہوں کہ مجھے اپنی قوم کا بہی خواہ سمجھ کر مدعو کیا اور اپنے دینی خدمات کی سرگذشت میرے سامنے پیش کی۔

. . . . ہوا باوجود ہندوستان کا دار العلوم ہونے کے اور باوجود اس کے کہ وہاں علماء کثیر جمع ہیں۔ وہ اس حد تک میدان تبلیغ میں راہبری نہ کر سکا۔ جسقدر آپ نے کی اور جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بفضلہ تعالیٰ دو ڈھائی ہزار نفر نے دین حق قبول کیا۔

ہمارے اسلام میں پہلی تبلیغ سید العرب والعجم امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمائی اور تا اینکہ ابن ملجم کی تیغ زہر آلودہ سے شہادت پائی۔ مبلغ دوم امام حسن علیہ السلام تھے اور مبلغ سوم سید الشہداء امام مظلوم امام حسین تھے جنہوں نے اپنے خون کے فواروں سے اسلام کی مرجھائی کھیتی آبیاری کر کے سرسبز فرمایا۔ اسی طرح جملہ خلفائے حقیقی نے ترجمہ حق کی اور علمائے اعلام نائبین امام مثل شہید ثالث وغیرہ نے کی۔ آپ نے بھی انہی حضرات کے نقش قدم پر قدم رکھا ہے۔ خداوند عالم آپکو بھی کامیاب کرے۔ میری رائے میں اگر شیعہ کانفرنس اور مدرسۃ الواعظین لکھنؤ سے ملکر آپ کام کریں تو بہت اچھا ہے۔ اور ان سے آپ کو مدد مل سکتی ہے۔

مدرسۃ الحفاظ کی بنا سے میں بہت خوش ہوا میرے خیال میں اگر ایک یتیم خانہ کی شاخ بھی یہاں کھولی جائے تو نہایت مناسب ہے۔ (ہمیں ممدوح الصدر کی رائے سے پورا اتفاق ہے۔ چنانچہ ہم اس سے پہلے اس مفید تجویز کو عملی جامہ بھی پہنا چکے ہیں ملاحظہ ہو الحافظ نمبر ۱ بابت ماہ اگست جلد اول مدیر) مذہب حق کے سرپرست و حامی علامہ حائری مدظلہ اور دیگر علماء و مناظرین اور آپ نے ملکر جو کچھ دینی خدمت کی ہے۔ اس کی مثال اس وقت دنیا میں ڈھونڈے نہ ملیگی۔ اب آپ کی خدمت تو یہ ہوئی کہ بیان قوم کو بھی چاہئیے کہ آپ کی مدد میں کوتاہی نہ کریں۔ اور مالی اور لسانی مدد سے آپ کو محروم نہ رکھیں۔ اور خاص توجہ اپنی آپ کی کمک اور دستگیری میں مبذول فرماتے رہیں۔

خداوند عالم ہمارے علامہ حائری مدظلہ کو ہمارے اور آپ کے سروں پر قائم رکھے۔ اور آپ حضرات کی خدمات کو اختتام کو پہنچائے۔ بحق محمد و آلہ الطاہرین۔

قریب دو گھنٹہ ٹی پارٹی کی مجلس گرم رہی حسب معمول فروٹ و چائے وغیرہ نوش فرمانے کے بعد صاحب بہادر بالقابہ ۶ بجے شام رخصت ہوئے۔ رخصت ہوتے وقت راجہ صاحب نے مبلغ ۔ روپے بعض طلباء مدرسۃ الحفاظ کو مٹھائی کیلئے مرحمت فرمائے اور آئندہ بھی معقول امداد دینے کا وعدہ فرمایا۔

از دفتر انجمن امامیہ پنڈدادنخان ضلع جہلم

آج مورخہ ۵/۱۱/۲۶ کو انجمن مذکور کا جلسہ زیر صدارت جناب سید امیر حسین شاہ صاحب محرر رجسٹری پنڈدادنخان ہوا۔ حاضرین کی تعداد کافی وافی تھی جس میں حضرات اہلسنت والجماعت بھی موجود تھے خصوصاً محلہ مسجد عالم شاہ کے موچی۔

جناب شیخ غلام حسین صاحب نے رسالہ امامیہ گزٹ و اصلاح سے ابن سعود کے حالات پیش کئے بعد ازاں حسب ذیل ریزولیوشن کی تحریک کی جو کثرت رائے سے پاس ہوئی۔ اور تائید و تائید مزید جناب

...... حکیم محمد علی خان صاحب و راجہ شمس الدین سلطان الذاکرین نے کی۔
شیعیان پنڈدادن خان و اہلسنت والجماعت جو اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ ابن سعود کے ان مظالم کو جو اس نے ارض حجاز میں کئے۔ خصوصاً مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں جناب رسالت مآب کے خویش و اقارب کے مزارات مقدسہ کے انہدام و مساجد کی بربادی اور طائف کے قتل عام اور خصوصاً صفوی کے گنبد روضہ پر گولہ باری اور جناب شہید اکبر امیر حمزہ علیہ الرحمتہ کی مسجد کی بربادی پر صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ اور ابن سعود اور نجدیوں کے ان وحشیانہ و ناشائستہ حرکات و سکنات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے ...... اظہار ملامت کرتا ہے اور جملہ اہل اسلام سے نہایت پرزور الفاظ میں اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنی امکانی کوشش ان مظالم کے دفع کرنے میں صرف کریں۔ اور ارض مقدس کو ان ملعون نجدیوں کی خباثت سے پاک کریں۔

سید فیض حسین سیکرٹری انجمن مذکور بقلم خود

شیعی دنیا میں یہ خبر نہایت فرحت سے سنی جائے گی کہ قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور میں جناب السید حیدر رضا خاں صاحب ترمذی خلف الصدق سید مہدی حسن صاحب نے اس چالیس سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا ہے اور ساتھ ہی اپنی ملازمت کی ڈیوٹی کو بھی برابر انجام دیتے رہے اور آپ کی کوشش سے قصبہ ہذا میں مدرسہ حسینیہ کا اجرا بھی ہو گیا ہے۔ جس میں طلباء قرآن حفظ کر رہے ہیں۔ جملہ مومنین بارگاہ ایزدی میں دعا کریں۔ کہ مدرسہ مذکور کو کامیابی نصیب ہو۔ احقر الکونین، سید ظفریاب حسین ترمذی نقشہ نویس متوطن قصبہ نانوتہ۔

الحافظ) خداوند کریم بتصدق صاحب لولاک بانیان مدرسہ کو اجر عظیم کا مستحق گردانے۔ اور اس نورس پودے کو برگ و بار پھول اور پھل سے بہت جلد سرسبز و شاداب کرے۔ امید ہے کہ مدرسۃ الحفاظ لاہور سے ملحق ہر ضلع و تحصیل بلکہ ہر قصبہ میں ایک ایک شاخ حفظ قرآن کے لئے اسی طرح کھل جائیگی

بنارس کی یادگار مجلسیں

جناب حاجی عبد الرؤف صاحب اثنا عشری کے مکان میں ۲۴ و ۲۵ ماہ ربیع الآخر کو اس قدیم مجلس کی بنا ہوئی جو تقریباً ساٹھ برس سے ہوتی آئی ہیں۔
۲۴ تاریخ کو جناب مولانا سید محمد سجاد صاحب قبلہ دام ظلہ العالی کا بیان نہایت مؤثر پیرایہ میں ہؤا۔ پچیس ۲۵ تاریخ کو جناب مولانا عرشی دام ظلہ کا بیان ہؤا۔ جو اپنی نوعیت میں ایک ہی تھا۔ نیز مورخہ ۲۲ نومبر کو مولانا عرشی صاحب نے اہلسنت والجماعت حضرات کی دعوت پر بنارس ہندو سکول میں وعظ کیا

ایک مکتوب کا اندراج

"میں نے کلید مناظرہ مصنفہ مخدومی مولانا سید برکت علی شاہ صاحب گوشہ نشین وزیر آباد کو شروع سے آخر تک پڑھا۔ اگرچہ میں سنی المذہب ہوں۔ اور کتب اہلسنت سے بھی بخوبی واقف ہوں۔ تاہم اس کتاب عالی نصاب نے میرے دل کی حالت کو بہت بدل دیا ہے۔ حق یہ ہے کہ اس کتاب مستطاب کی تہذیب اور استدلال کے سامنے کوئی اعتراض قائم نہیں رہ سکتا خدا کے فضل اور فاضل مصنف کی عنایت سے یہ نایاب کتاب تفسیر و حدیث و تاریخ و فن مناظرہ میں جامع اور بہترین ہے۔ علاوہ ازیں فضائل اہلبیت علیہم السلام کا خزانہ ہے۔ میں بلا مبالغہ عرض کر سکتا ہوں کہ شیعہ کتب خانہ کے آسمان میں جہاں دوسری کتب معتبرہ روشن ستاروں کا کام دیں گی۔ وہاں کلید مناظرہ آفتاب عالمتاب کا کام دے گی۔ دعا ہے کہ خداوند عالم قبلہ شاہ صاحب موصوف کو مزید گوہر پاشی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (آزاد سیالکوٹی)

پنجاب شیعہ مشن لاہور کا تبلیغی دورہ - جناب صدر المفسرین حجۃ الاسلام علامہ حائری صاحب قبلہ مدظلہ العالی بسلسلہ تبلیغ مورخہ ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ دسمبر ۱۹۳۵ء و یکم جنوری ۱۹۳۶ء منجانب انجمن اثنا عشری کلو بنوپر تشریف فرما ہونگے۔ مذکورہ تاریخ ہا کا مطبوعہ اشتہار متعلقہ مواعظ بھی دفتر الحافظ میں پہنچ گیا ہے ✣

خلافت الٰہیہ و امامت قرآنیہ

(از افادات تاج الشیعہ منہاج الشریعۃ قبلہ و کعبہ علامہ حائری مدظلہم)

نمبر ۳ - گذشتہ سے پیوستہ

اس آیت استخلاف میں وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ بھی قابل غور جملہ ہے۔ کیونکہ اس میں خلیفہ بننے کیلئے تمکین فی الدین کی بھی شرط لگا دی گئی ہے۔ تمکین فی الارض کی نہیں۔ کیونکہ اگر تمکین فی الارض کی قید ہوتی تو پھر جو شخص بھی اس گدی پر متمکن ہو جاتا اس کے لئے تمکین فی الارض حاصل ہو جاتی۔ اور اس بناء پر یزید پلید بھی خلیفۃ اللہ قرار پا جاتا۔ مگر تمکین فی الدین کی مضبوط شرط نے اس آیت میں مہر لگا دی ہے کہ یزید ایسے بے دین ایمان فروش۔ اعمال فراموش اگر جبراً و قہراً اس تخت الٰہیہ پر متمکن ہو جائیں تو وہ خلیفۃ اللہ نہیں ہیں بلکہ غاصب خلافت (خالفہ) ہیں۔ کیونکہ انہیں تمکین فی الارض ہوئی ہے۔ نہ تمکین فی الدین۔ اور قرآن

نے خلافت کے لئے اس آیت میں تمکین فی الدین کی شرط لگائی ہے۔ نہ تمکین فی الارض کی۔

پس جبراً غاصب بن کر اس تخت خلافت پر کسی کا بیٹھ جانا ہی اگر معیار خلافت الٰہیہ لیا جائے۔ تو پھر یزید کی خلافت کو بھی خلافت حقہ الٰہیہ ماننا پڑیگا۔ کیونکہ یزید بھی اسی تخت خلافت پر بقہر و بجابر متمکن ہوا۔ حالانکہ وہ الوہیت۔ نبوت۔ معاد۔ اور احکام اسلامیہ کا منکر اور مخالف تھا۔ یزید کا بے دین اور مخرب اسلام ہونا اگرچہ ایک بدیہی امر ہے۔ مگر میں بطور شاہد کے اس جگہ چند مستند حوالے پیش کر کے اس زمانہ کے مسلمانوں کے خلیفہ یزید کے حالات پر روشنی ڈالتا ہوں۔ سچ ہے سچا ہے چنین شہریارے خیان ٭

تاریخ مروج الذہب میں یوں مرقوم ہے۔ ولیزید اخبار عجیبہ ومثالب کثیرہ من شرب الخمور وقتل ابن الرسول ولعن الوصی علیہ السلام وھدم البیت واحراقہ وسفک الدماء والفسق والفجور۔ یعنی خلیفہ یزید کی حالات سے خبریں اور بہت سے عیوب ہیں منجملہ شراب پینی۔ ابن الرسول (امام حسین) کو قتل کرنا۔ وصی (علی علیہ السلام) پر لعن کرنا۔ خانۂ کعبہ کو گرا دینا اس کو جلا دینا۔ خونریزی کرنی فسق و فجور کیا کرنا بھی ہے۔

ملا محمد مبین لکھنوی فرنگی محلی کتاب وسیلۃ النجات ص ۲۹۲ مطبوعہ گلشن فیض لکھنؤ میں لکھتے ہیں۔ چنانچہ یزید پلید بدبخت ستون دین و بنیاد خانۂ کعبہ حضرت سید المرسلین را بر انداخت و امارت ایمان و قصر اسلام را منہدم ساخت۔ مدینہ را حکم دار الحرب داد۔ صحابہ را بیحرمت کرد و زنان انہار اسباح گردانید۔ ملخصاً۔

ابن جوزی نے قاضی ابو یعلےٰ کی کتاب سے نقل کیا ہے ووقع من ذلک الجیش من القتل والسبی والاباحۃ المدینۃ ما ھو مشھور حتی فقض نحو ثلثمائۃ بکر وقتل من الصحابۃ نحو ذلک ومن قراء القرآن نحو سبعمائۃ نفس واستبیحت المدینۃ فلم یمکن دخول مسجدھا حتی دخلتہ الکلاب والذئاب وبالت علی منبرہ صلعم۔ یہی مضمون بعینہٖ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ مطبوعہ مصر ص ۱۹۵ سطر ۲ میں لکھا ہے۔ جس کا خلاصہ مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کے خلیفہ یزید کے لشکر سے جو کچھ کہ واقع ہوا ہے قتل وسبی واباحت مدینہ جو کچھ کہ مشہور ہے۔ یہاں تک کہ ۳۰۰ باکرہ کا ازالہ بکارت کیا اور اسی قدر صحابہ کو قتل کیا گیا۔ اور ۷۰۰ قاریان قرآن کو قتل کیا گیا۔

.... اور مدینہ کا محاصرہ کر لیا گیا پس لوگ مسجد نبوی میں داخل نہیں ہو سکے یہاں تک کہ اس میں کتے اور بھیڑیے داخل ہوئے۔ اور انہوں نے منبر رسول اسلام علیہ وآلہ السلام پر پیشاب کیا۔ یہ ہے تمکین فی الدین جس کا نام ہے جو مسلمانوں کے اس خلیفہ نے کر دکھایا۔

دوستو! یہی منکرات یزید تھے پیغمبر صلعم نے جن کے متعلق پہلے سے پیشین گوئی کی ہوئی تھی۔ جیسا کہ ابن حجر

صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳۲ سطر ۱۲ میں اور تاریخ الخلفاء مطبوعہ سرکاری لاہور صفحہ ۲۰۸ سطر ۱۹ میں امام سیوطی لکھتا ہے۔ قال رسول اللہ صلعم لایزال امر امتی قائماً بالقسط حتّٰی یکون اول من یثلمہ رجل من بنی امیہ یقال لہ یزید۔ انتہٰی۔ یعنی پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے فرمایا کہ ہمیشہ میری اُمّت کا معاملہ قسط وعدل کیساتھ قائم رہیگا۔ یہاں تک کہ اس میں رخنہ ڈالنے والا بنی امیہ میں سے پہلا شخص یزید ہوگا۔

اسی طرح تاریخ الخلفاء صفحہ مذکور سطر آخر۔ اور صواعق محرقہ صفحہ مذکور سطر ۲۲ میں ابن ابی الدرداء سے مروی ہے۔ کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا اول من یبدّل سُنّتی من بنی امیہ یقال لہ یزید یعنی بنی امیہ میں سے پہلا شخص جو میری سُنّت کو بدل ڈالیگا وہ یزید ہوگا۔

یزید کے اپنے اشعار میں سے یہ ایک شعر منکر رسالت ہونے پر گواہ ہے ؎

لَعِبَتْ ہَاشِمُ بِالْمُلْکِ فَلَا ✤ خَبَرٌ جَاءَ وَلَا وَحْیٌ نَزَلْ

یعنی بنی ہاشم (پیغمبر) نے ملک کے ساتھ بازی کی ہے۔ ورنہ نہ تو کوئی خبر آئی ہے اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی ہے۔ یعنی یہ نبوت ورسالت معاذ اللہ کچھ بھی نہ تھی۔ بلکہ ایک کھیل اور تماشہ تھا۔ جو ملک کے ساتھ محمد صلعم نے کیا۔

اب فرمائیے اس آیت استخلاف کی شرطیں اس خلیفہ (یزید) میں آیا موجود تھیں یعنی ایمان عمل الصالحات نفس خلافت مثل آدم وداؤد۔ وہارون۔ اور تمکین فی الدین کے کیا یہی معنی ہیں جو یزید نے کر کے دکھا دیئے اگر یہ شرائط یزید میں مفقود تھیں تو پھر وہ کیوں کر شرائط آیت استخلاف کی مخالف بالاجماع خلیفہ مان لئے گئے۔ اسکو خلیفہ بنانے والے یہود ونصارٰی ومجوس وہنود نہ تھے۔ بلکہ وہی مسلمان لوگ تھے جنہوں نے اُن سے پہلے بقول خود خالفون کو بااجماع خلیفہ بنا کر اس گدی پر بٹھایا ہوا تھا۔

تو معلوم ہوا ان لوگوں نے خلافت قرآنی کی شرائط اور معیار کو سمجھا ہی نہیں۔ اور یا پھر یہ کہ عمداً شرائط آیت کے مخالف خالفون خولفوں خلیفوں کو بمقابلہ عترت معصومہ رسول اسلام صلعم کے کھڑا کر کے من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو کا مصداق ہوئے۔ اور حقوق اہلبیت کو غصب کر کے انصف لی ولصف لک کے حقدار بن گئے۔

ورنہ ہر غیر متعصب منصف کیلئے تو مسئلہ خلافت الٰہیہ اور نیابت نبویہ علیہ وآلہ التحیۃ کی صداقت اور حقیقت میں صرف تبلیغ سورہ برائت کا واقعہ کافی ہے جس کو ہم ذیل میں معتبر ترین کتب سے پیش کرتے ہیں۔ یہ واقعہ عام طور پر تمام کتب حدیث اور تفاسیر فریقین میں مفصل مرقوم ہے۔ از انجملہ دیکھو

خصائص امام نسائی مطبوعہ محمدی لاہور صفحہ ۹ سطر ۹۔ ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ جلد اول باب ۱۸ صفحہ ۴۸ سطر ۲۰۔ تفسیر کشاف امام زمخشری مطبوعہ کلکتہ جلد اول صفحہ ۵۲۲ سطر ۱۱۔ تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد ۴ صفحہ ۴۸۳ سطر ۲۴ مصنفہ امام رازی۔ مسند امام حنبل مطبوعہ بمبئی جلد مناقب صفحہ ۴ سطر ۱۳۔ تفسیر غرائب التنزیل جلد ۲ صفحہ ۲۴۲ سطر ۱۴ مصنفہ امام نیشاپوری۔ تفسیر لباب التنزیل جلد ۲ صفحہ ۲۱۴ سطر ۳۔ تفسیر حسینی مطبوعہ نولکشور صفحہ ۲۴۷ سطر ۲۰۔ تفسیر معالم التنزیل امام بغوی مطبوعہ بمبئی صفحہ ۳۹۲ سطر ۱۲ وغیرہ وغیرہ میں مرقوم ہے۔

دیکھو تفسیر دُرِّ منثور جلد سوم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۰۹ سطر ۱ میں امام سیوطی نقل کرتا ہے۔ عن علی قال لما نزلت عشر آیات من براءۃ علی النبی صلعم دعا ابابکر لیقرأہا علی اہل مکۃ ثم دعانی فقال لی ادرک ابابکر فحیثما لقیتہ فخذ الکتاب منہ ورجع ابوبکر فقال یا رسول اللہ نزل فی شیئ قال لا ولکن جبرئیل جاءنی فقال لن یؤدی عنک الا انت او رجل منک۔ اور ملخصاً اسی صفحہ کی سطر ۱۶ میں ہے۔ فقال النبی یا ابابکر انہ لا یؤدی عنی الا انا او رجل منی۔ یعنی جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا جبکہ سورہ برائت سے دس آیتیں پیغمبر صلعم پر نازل ہوئیں۔ تو پیغمبر صلعم نے حضرت ابوبکر کو بلایا تاکہ اہل مکہ پر جا کر وہ آیتیں پڑھ آئیں۔ اس بعد مجھے بلایا اور مجھ سے فرمایا فوراً ابوبکر سے راستہ ہی میں جا ملو۔ پس جہاں بھی ان سے ملو وہ آیتیں ان سے لو۔ پس ابوبکر واپس لوٹ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا میرے بارہ میں کچھ نازل ہوا ہے۔ فرمایا نہیں۔ ہاں جبرئیل نے یہ آ کر کہا کہ ہرگز ہرگز تیری رسالت کو کوئی ادا نہیں کر سکتا۔ مگر یا تو آپ خود تبلیغ رسالت کریں یا جو شخص آپ میں سے ہو۔ اے ابوبکر پس میری رسالت کو یا میں ادا کر سکتا ہوں یا جو شخص کہ مجھ سے ہے۔" (نتیجہ یہ کہ اے ابوبکر تم مجھ میں سے نہیں ہو اس لئے تم میری خلافت ادا نہیں کر سکتے)

اس واقعہ سے حضرت ابوبکر کی پوزیشن اب بالکل صاف ہو گئی کہ وہ دس آیتوں کی تبلیغ کے لئے بھی خلافت رسول کے قابل و اہل ثابت نہ ہو سکے۔ اور جناب امیر علیہ السلام نے خلافت رسول کو عین حیات پیغمبر صلعم میں بھی بحکم خدا و جبریل و بحکم پیغمبر عملی طور پر ثابت کر کے دکھا دیا۔

اس میں ایک بات قابل غور ضرور ہے کہ حضرت ابوبکر جب کہ اہل رسول اور رسول میں سے نہیں تھے۔ تو کاش وہ بھیجے ہی نہ جاتے۔ تاکہ ان کو واپس لوٹ آنے کی شرمندگی نہ ہوتی اور خلافت رسول کے لئے ان کے نا اہل ہونے پر قیامت تک آنے والی نسلوں کیلئے یہ واقعہ حجت قرار نہ پاتا۔

یہ اعتراض امام رازی کو سوجھا اور اس نے تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد ۴ صفحہ ۵۸۴ سطر ۲۲ میں ایسا

جواب دیکر حضرت ابوبکر کی پوزیشن کو جس طرح صاف کرنا چاہا کہ "عرب کا قاعدہ تھا کہ انبیاء عہد و تکمیل حلف کے لئے خود حلیف آئے۔ یا قریبی رشتہ دار کو بھیجے۔ اس کی اصل عبارت یہ ہے۔ اذا عقد عقد حلفا او عاهد عهداً لم یحل ذالک العهد والعقد الا هو او رجل من اقاربه القریبین

سو اس کا جواب صاف ہے۔ کہ خود حضور پیغمبر صلعم بھی تو اسی قوم عرب سے تھے۔ اور اپنی قوم کے تمام رواج اور رسوم سے اچھی طرح یقیناً امام رازی سے زیادہ واقف تھے۔ بقول امام رازی اگر عرب میں یہی قاعدہ مروج اور مرسوم تھا۔ تو پیغمبر صلعم نے باوجود واقف رسوم ہونے کے پہلے ہی علی علیہ السلام کو کیوں نہ بھیجدیا۔ اور خلاف مرسوم عمداً ابوبکر کو پہلے بھیج کر اثناء راہ میں کیوں انہیں معزول کردیا اس رسم اور قاعدہ کے اس وقت مروج ہونے سے ہمکو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ مگر حضرت ابوبکر کی معزولی کی خجالت کو دور کرنے کیلئے امام رازی کا یہ جواب کسی طرح معقول اور مسکت نہیں ہو سکتا۔

سنئے حضرات! پیغمبر اسلام کا اپنے قوم کے رسم و رواج سے واقف ہونے کے باوجود اپنے خسر بزرگوار کے ساتھ یہ رویہ اختیار کرنے کا سبب یہ تھا کہ اُمت یہ سمجھ لیوے کہ جو شخص میری زندگی میں صرف دس آیتوں کی تبلیغ کا اہل نہیں ہو سکتا۔ وہ میرے بعد میری پوری نیابت اور جانشینی کیلئے کیونکر قابل اور اہل سمجھا جا سکتا ہے۔ فما لکم کیف تحکمون

مگر پیغمبر صلعم کو اس رویہ کے اختیار کر لینے کے باوجود اس مصلحت کو سمجھتا کون۔ نیک نیتی ہوتی تو سمجھتے اور اس پر کاربند ہوتے۔ وہاں تو اہل غرض "الذین فی قلوبهم مرض" سمجھ لینے کے بعد بھی کرنا ہی چاہتے تھے۔ جس کی تمناؤں میں انہوں نے عمریں بسر کر دی تھیں۔ ورنہ پیغمبر صلعم کا یہ رویہ حق فہمی کیلئے کوئی کم گوشمالی نہیں تھی۔

دوستو! اس وقت کا نقشہ زیر نظر رکھتے ہوئے یہ امر بھی غور طلب ہے کہ حضرت ابوبکر ضعیف العمر خسر پیغمبر صلعم قوم میں معزز و محترم جس کو خود پیغمبر صلعم نے دعوت دیکر تبلیغ رسالت کے لئے بھیجا۔ اور قوم میں یہ مشہور بھی ہو چکا۔ اس کے بعد اپنے خسر کو واپس بلاکر تبلیغ کا کام واپس لیتے ہوئے یہ ارشاد کرنا کہ سوائے میرے یا میرے اہل کے کوئی اور شخص میرے کار رسالت کی تبلیغ کے قابل نہیں ان کی قابلیت کا ڈھنڈورا سمجھا جائیگا یا کیا۔ ادھر اس کے مقابلہ میں نوجوان علی علیہ السلام کو بلاکر اور خلعت نیابت پہنا کر تبلیغ رسالت کے لئے بھیجدینا ان کی اہلیت اور قابلیت نیابت رسُول کے لئے عملی سند نہیں تو کیا ہے۔

واللہ اس وقت کا نقشہ بھی قابل دید نظارہ ہوگا جبکہ رسالت غذاء رُوحی کی دعوت پر کھیے

خوشی خوشی حضرت ابوبکر تشریف لیگئے ہونگے۔ اور واپس لوٹ آنے پر جب معزولی کا حکم سن کر علی علیہ السلام کا تقرر مشاہدہ کیا ہوگا۔ جو اس بزرگ پر گذری ہوگی۔ انہیں کا دل اس کو جانتا ہوگا۔ مگر کیا کیا جائے یہ خدائی معاملہ تھا۔ دم مارنے کی جگہ نہیں۔ ورنہ ایمان سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ مشیت الٰہیہ میں رشتہ داریاں کام نہیں آسکتیں۔ اس لئے کہ ہر کام کے لئے اہلیت کی ضرورت ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اب یہاں اہل اور نااہل کا سوال درمیان آگیا ہے جس پر اس مسئلہ نیابت وخلافت رسول اسلام علیہ و آلہ السلام کا دارومدار ہے۔ سو اس کے متعلق پسر نوح علیہ السلام کے ذکر میں کھلا فیصلہ قرآنی موجود ہے کہ نوح علیہ السلام نے عرض کیا ان ابنی من اھلی خداوندا میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے۔ اس کے جواب میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا یا نوح ھذا لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح پ۱۲ ع۴ کہ اے نوح تمہارا یہ بیٹا تمہارے اہل میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے برے عمل کئے ہیں۔ ابرے عمل کو نااہل ہونے کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

اب اس آیت مجیدہ سے صاف معلوم ہوا کہ ازروئے قرآن اہلیت کا مدار صرف ایمان اور عمل صالح پر منحصر ہے۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ نوح علیہ السلام کے بیٹے کی نااہلیت میں رشتہ فرزندی نے کوئی اثر نہیں کیا۔ بیٹا ہونے کے باوجود بھی عمل غیر صالح نے اہلیت نوح سے اس کو خارج کر دیا۔ کیونکہ قرآن کی تعلیم اور اصطلاح میں ثبوت اہلیت کے لیے صرف ایمان اور عمل صالح کی ضرورت ہے۔ پس جبکہ اہلیت کا قرآنی معیار یہی ہے تو پھر نسبی رشتہ بیٹا ہونا اس میں اگر فائدہ نہیں دے سکتا ہے تو سببی رشتہ خسر ہونا کیوں کر اس میں مفید ہو سکتا ہے۔ یہ نتیجہ کوئی منطقی ڈھکوسلا نہیں ہے۔ بلکہ نیابت نبویہ کیلئے یہی قرآنی معیار ہے۔ کیونکہ آیت استخلاف وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصالحات میں خلافت کے لئے ایمان اور عمل الصالحات کی شرط ہے جو کہ اہلیت کیلئے بھی شرط ہے۔

اب اس میں شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی کہ خلافت کے لئے اہلیت کی ضرورت ہے۔ اور اہلیت کے لئے ایمان اور عمل صالح کی ضرورت جس طرح کہ خلافت کے لئے ایمان اور عمل صالح کی ضرورت ہے۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ جو خلیفہ رسول ہوگا وہ ضرور اہل رسول بھی ہوگا۔ اور جو خلیفہ اور اہل رسول ہوگا وہ لازماً مومن اور عامل جمیع صالحات ہوگا۔ رشتہ داریاں خواہ نسبی ہوں یا سببی خلافت یا اہلیت کا معیار۔ مخالف قرآن قرار نہیں پا سکتیں۔

(باقی)

تحقیق

از رشحات قلم جناب فخر الافاضل مولانا مولوی سید محمد مرتضیٰ صاحب ادیب پروفیسر عربی مشن کالج لاہور

(گذشتہ سے پیوستہ)

غرض کہ ہر ایک بات کیلئے دلیل وحجت تلاش کرنا دانائی نہیں تو کیا ہے! ایک بات ایک شخص کی سمجھ میں نہیں آتی۔ دوسرا شخص اس کو بیان کر دیتا ہے۔ ایک زمانہ میں ایک کام ناممکن خیال کیا جاتا ہے۔ دوسرے زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوتے ہیں کہ اُسے کر دکھاتے ہیں۔ کسی زمانہ میں زمین کا حرکت کرنا سمجھ میں نہ آتا تھا۔ آج آسمان کا گردش کرنا سمجھ میں نہیں آتا۔ محققوں کا ایک گروہ پانی کو بسیط مانتا تھا۔ دوسرا گروہ مرکب مانتا ہے۔ سچ کہا ہے ؎

پائے استدلالیاں چوبین بود ✣ پائے چوبیں سخت بے تمکین بود

خیال کرنا چاہیئے کہ نظام عالم کو مانا جاتا ہے۔ مگر منتظم سے انکار ہے۔ یہ دہو کا اس گروہ کو کیوں اٹھانا پڑا؟ محض اس لئے کہ اسباب اور مسبب الاسباب میں فرق نہیں کرتے۔ اسباب پر ایمان اور مسبب الاسباب سے بے خبر۔ میں یہ اعتراض صرف اس گروہ پر کیوں کروں؟ میرے خیال میں تو لاکھوں میں سے صرف معدودے چند ایسے لوگ ہونگے جنہیں مسبب الاسباب پر بھروسہ ہوگا۔ ورنہ عام طور پر تو اسباب ہی پر بھروسہ ہے۔ ہر شخص کو اپنے دل میں غور کرنا چاہیئے کہ کتنے لوگ آج دنیا میں ایسے ہیں جنہیں اس محکم وعدہ پر جو مسبب الاسباب نے اپنے کلام پاک میں صاف وصریح الفاظ میں کیا ہے۔ یعنی وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا پر پورا اعتقاد ہے اگر ہے تو پھر صبح سے شام تک یہ دنیا طلبی کیسی جناب مفتی محمد عباس رحمۃ اللہ علیہ اللہ مقامہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

تو پئے دنیائے دوں سر گشتۂ ✣ وز خیال آخرت برگشتۂ

ریل گاڑی سے سفر کرنا ہو تو وقت سے نصف گھنٹہ پہلے سٹیشن پر موجود ہو جاتے ہیں۔ مگر جب مؤذن کہتا ہے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ تو چہرے متغیر ہو جاتے ہیں۔ عدالت کی حاضری واجب مگر جماعت کی شرکت عبث ولاطائل۔ اپنے مکان میں سال کے سال اگر قلعی نہ ہو تو دل بے چین اور محلہ کی مسجد ویران پڑی رہے تو آنکھوں سکھ کلیجہ ٹھنڈے اولاد اگر بی۔ اے۔ ایم۔ اے نہ پاس کرے تو قومی ادبار اور اگر وہ مسائل صوم وصلوٰۃ سے بے بہرہ ہو تو ملکی ترقی۔ کہاں ہیں اہل نظر آئیں اور دیکھیں کہ یہ رویہ اسباب پر بھروسہ کی دلیل ہے یا مسبب الاسباب کے عرفان کی علامت۔ آج اگر کسی شخص کو سو روپے قرض دیتا ہوں تو دما

وکلاء سے مشورہ کیا جاتا ہے۔ مسودہ لکھا جاتا ہے کوشش ہوتی ہے کہ کوئی قانونی بات نہ رہ جائے مگر نماز جب پڑھتے ہیں تو "جو نیت امام کی وہ میری اللہ اکبر" ارکان نماز کو کون یاد کرے۔ واجب و مستحب کا جھگڑا کون سر لے؟ نماز واجب ہے جس طرح آتی ہے پڑھ لیتے ہیں۔ اس کی باریکیوں سے کیا مطلب۔ بقول داغ مرحوم ؎

کیا عبادت ہے کہ بس جلدی سے اتنا کہکر
دیکھنے آئے تھے ناشاد تجھے دیکھ لیا

انگلستان و ہندوستان کی تاریخ ازبر مگر آئمہ معصومینؑ کے سوانح سے لاعلمی۔ یہ سب کیوں ہے؟ محض اس لئے کہ مسبب الاسباب کو نہیں پہچانتے۔ جب اس ہی کی عظمت دل میں نہیں تو اس کے احکام کی کیا پرواہ! رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا عرض کرنے لگا یا رسول اللہ انا رجل غریب حضرت آبدیدہ ہوئے فرمایا البیانہ کہ غریب دنیا میں صرف تین چیزیں ہیں۔ ایک وہ قرآن جو گھر میں رکھا ہوا گرد و غبار میں اٹا ہے۔ اور کوئی اسکی تلاوت نکرے بروز قیامت وہ پیش پروردگار فریاد کریگا۔ خداوندا! میں ان لوگوں کے گھر میں رہا مگر انہوں نے میری تلاوت نہ کی۔ دوسرے وہ مسجد جو محلہ میں ہو اور لوگ اس میں نماز نہ پڑھتے ہوں وہ مسجد بھی خدا سے فریاد کریگی۔ تیسرے وہ عالم جو قوم میں موجود ہو اور لوگ اس سے مسائل دریافت نہ کرتے ہوں وہ عالم پیش پروردگار عرض کریگا بارا! میں ان لوگوں میں موجود رہا اور انہوں نے مسائل دینی مجھ سے نہ سیکھے۔ اب نظر ڈالئے اور دیکھئے کتنے اصحاب صبح کو تلاوت قرآن مجید فرماتے ہیں۔ کسقدر لوگ ہیں کہ جو علماء کے کہنے پر چلتے ہیں۔ کتنی رسمیں ہماری شریعت کے حکم کے موافق ہیں؟ ایک دو جگہ عقد میں شرکت کا اتفاق ہوا دیکھا کہ نکاح دن میں ہوتا ہے دل میں حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ پھر خیال کیا کہ شاید اہل خلاف کی یہ رسم ہوگی۔ مگر بعد کو معلوم ہوا کہ شیعہ حضرات بھی لاہور میں یہ ہی عمل کرتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ دن میں بھی نکاح درست ہے مگر افضیلت وقت شب کو ہے۔ پھر ہم محض ایک رسم کی وجہ سے افضل وقت کو کیوں چھوڑیں؟ اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں ہیں۔ اگر سب کو لکھوں تو سب کو باعث طول ہوگا۔ ایک داڑھی ہی بیچاری کی مصیبت پر غور کیجئے۔ روز صبح صبح جبپر بجائے چھری کے اُسترا پھیرا جاتا ہے۔ پھر اُسترا بھی کون سا خاص انگلش ساخت کا جو کیل تک باقی نہ چھوڑے۔ سچ ہے فارغ البال اسی طرح بنا کرتے ہیں۔ اگر کوئی کہے تو ہزار دل جواب دینے کو تیار ہیں کہ "صاحب قرآن شریف میں تو کلا سوف تعلمون آیا ہے یعنی کلا صاف رکھو تاکہ علم حاصل ہو" ان کے سامنے اگر کوئی یہ حدیث پڑھے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ من تشبہ

فَهُوَ مِنْهُمْ تو سُن کر ٹال جاتے ہیں۔
اب رہا تلاوت قرآن پاک کا مسئلہ۔ بیشک قرآن کا پڑھنا ثواب سُننا ثواب چھُونا اور دیکھنا ثواب مگر سمجھنا سب سے بڑھ کر ثواب ہے جو لوگ کہ قرآن کو بے سمجھے ہوئے پڑھتے ہیں۔ اُنکے واسطے خود قرآن میں ہے مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ اب تلاوت سے مطلب یہ ہے کہ لوگ اُسے حفظ کرلیں اور طوطے کی طرح پڑھتے پھریں۔ اس پر فخر یہ ہے کہ "قرآن صرف محبان صحابہ کرام کو حفظ ہو سکتا ہے۔ جو ان کو بُرا کہے اُسے یہ نعمت نہیں ملسکتی"۔ ہاں صاحب رسُول کو بُرا کہنے والے اسے حفظ کرلیں۔ مگر صحابہ کرام کے بُرا کہنے والے نہ کرسکیں۔ اس پر "الحافظ" ماہ نومبر میں ایک بسیط مضمون لکھا جاچکا ہے۔ میں ایک مختصر سا جواب یہاں دینا چاہتا ہوں۔ سورۂ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ میں خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔ اب فرمائیے کہ جب تمام قرآن ایک ہی رات میں حضرت پر نازل ہو گیا تو ۲۳ برس تک کیا نازل ہوا اور اگر قرآن متفرق طور پر نازل ہوا۔ تو پھر اس آیت سے کیا مطلب ہے ملبس اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن کا جزو اور کل ایک ہی ہے۔ جو معجزہ جزو میں ہے وہ ہی کل میں ہے جس کو جزو یاد ہو سکتا ہے اسے کل بھی یاد ہو سکتا ہے۔ خیر اب تو یہ بات معرض بحث ہی میں نہ رہی۔ کیونکہ خدا کے فضل سے سیکڑوں حافظ اب شیعوں میں بھی ہیں۔ نگینہ ضلع بجنور میں ایک حافظ سید امیر کاظم صاحب رئیس ہیں۔ خدا اُن کی عمر میں برکت دے۔ بقول شخصے کہ بڑھاپے میں حفظ کیا اور ایسا کیا کہ حفاظ کا ناطقہ بند کر دیا۔ خدا کے فضل سے آپ واعظ بھی ہیں۔ بیان ایسا محققانہ کہ مخالف کو جواب بن نہ آئے۔ قوم کی خدمت میں ہمہ وقت سرگرم۔ لاہور میں بھی ایک مدرسۃ الحفاظ شیعہ ینگمین سوسائٹی خواجگان نارووالی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ موجود ہے جکیم شیخ بہادر حسین صاحب خدا اُن کو اُن کی کوششوں میں کامیاب کرے ایک سرگرم نوجوان ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اس مدرسہ اور دینی خدمات کے واسطے وقف کر دیا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ سرکار شریعت مدار حائری صاحب قبلہ دام اللہ فیوضہٗ خود اس مدرسہ کے نگران ہیں۔

(باقی آئندہ)

مالِ وقف

(از رشحات قلم خامہ رقم جناب صابر علی صاحب صابر جعفری لاہور)

جو چیز وقف کی جاتی ہے۔ اس پر کسی کا قبضہ نہیں رہتا وہ ہر شخص کی ملکیت سے آزاد ہوتی ہے اور ہر شخص اُس سے یکساں فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

زید اگر کوئی سرائے بنوائے۔ اور وقف کر دے۔ تو زید کے بعد زید کی اولاد اُس موقوفہ شے کی مالک و وارث نہیں ہوگی۔ بلکہ ہر شخص اُسے استعمال کر سکتا ہے۔ اسی طرح گورنمنٹ اگر کسی نہر پر پل بنا دے تو گورنمنٹ کے ملازم ہی اُس پل پر سے نہیں گذریں گے۔ بلکہ ہر ہندو مسلمان اور عیسائی غرض اس پر سے گذر سکیگا۔ کیوں کہ ایسی چیزیں مالِ وقف ہوا کرتی ہیں۔ اور سب کا حق اُن پر یکساں ہوا کرتا ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ بہت کنوئیں ایسے ہیں۔ کہ ہندو مسلمان اُن سے پانی نکالتے ہیں۔ اور بیسیوں ہیں لاکھوں تالاب ... ہیں کہ ہر مذہب و ملت کا بندہ اُن میں نہا سکتا ہے۔ کروڑوں مسجدیں ..... ہیں جن میں ہر مسلمان اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکتا ہے۔

یہ سب اوقاف مخلوق خدا کے بنا کردہ ہیں۔ اور ان کے بنانے میں مخلوق نے اپنے خالق کی پیروی کی ہے۔ جس نے سب سے پہلے نیستی کے وسیع میدان میں ہستی کی بنیاد ڈالی۔ اور اپنے ارادہ سے سب کچھ بنا دیا۔ زمین بنائی آسمان بنائے۔ دریا بنائے۔ پہاڑ بنائے۔ صحرا بنائے مرغزار بنائے۔ غرضیکہ بہت کچھ بنایا۔ قلم کا علم محدود ہے۔ وہ نہیں لکھ سکتی کہ کیا کیا بنایا۔ اپنی دو آنکھوں سے دیکھو جو کچھ کہ ان کو نظر آئے۔ سب خدا کا بنایا ہوا ہے۔

زمین خدا نے وقف کر دی اپنی مخلوق کے لئے۔ مہتر سے لیکر کہتر تک سب اُسی پہ رہتے ہیں کبھی کسی دولتمند نے کسی غریب کو نہیں کہا کہ تو اس زمین سے نکل جا۔ کیونکہ یہ مالِ وقف ہے اس لئے ہر غریب و امیر کا حق اس پہ یکساں ہے۔

بعینہٖ آسمانی سلطنت میں آفتاب سب سے بڑی ہستی ہے سمندروں میں ویل مچھلی کی حکومت ہے۔ مرغزاروں میں مور کی بادشاہت ہے جنگلوں میں شیر کی زبان بندی ہے۔ چاہیئے کہ ایک آفتاب ایک اپنے دم کے سوائے آسمان میں کسی کو نہ رہنے دے۔ ویل سمندروں میں سب چھوٹی بڑی چیزوں کو نگل جائے۔ مور مرغزاروں میں بجز اپنے سب کی زبان بندی کر دے شیر جنگلوں میں ننھی مخلوق کو فنا کر دے۔ مگر نہیں چونکہ یہ سب چیزیں خداوند تعالیٰ نے وقف کی ہیں

اس واسطے کوئی کسی کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ایک کان میں دیکھ لیجئے ناچیز پتھر بھی ہیں اور نایاب جواہر بھی۔ ایک سمندر میں کم قیمت صدف بھی اور انمول موتی بھی۔ ایک صحرا میں ریگ کے ذرے بھی ہیں اور اُسی میں چاندی کے اجزا بھی ✦

(باقی باقی)

اسرار نماز

(گذشتہ سے پیوستہ)

از قلم خامہ از جناب مرزا ابو محمد صاحب ہمدانی طالب اشک موچی دروازہ لاہور

میں نے اپنے مضمون مندرجہ رسالہ الحافظ بابت ماہ نومبر ۱۹۲۵ء میں لکھا تھا کہ ۱ اللہ۔ ۲ رحمٰن ۳ رحیم پہلے تین لفظ ہیں جو مقام قرب معنوی الٰہی میں رحمۃ للعالمین کے زبان سے بحکم رب العالمین نکلے ہیں۔ ان اسماء کا ذکر کچھ آئندہ کیا جائیگا۔ چنانچہ حسب وعدہ اک شمہ ان اسماء کے برکات کا بیان ہوتا ہے ✦

غور کرنے کی بات ہے۔ کہ منجملہ اسماء اللہ کے پہلا اسم جو مقام قرب میں زبان حبیب خدا سے نکلا ہے وہ اللہ ہے۔ البتہ بزرگ ترین اسم تھا جو سرور کائنات کی زبان سے نکلا ورنہ کسی اور اسم سے ابتدا کی جاتی ممکن تھا۔ اب دوسرا امر یہ قابل غور ہے کہ اسم ذات کے بعد منجملہ اسمائے صفات کے رحمٰن و رحیم رحمۃ للعالمین کی زبان مبارک پر جاری ہوا۔ پس معلوم ہوا کہ اسمائے صفت میں یہ ممتاز اسماء ہیں جو محبوب رب العالمین نے اپنی زبان پر جاری کیے۔ پس مومنین کو یقین کرنا چاہئے کہ اگر ان ناموں سے خدا کسی اہم مصیبت میں ساتھ خضوع و خشوع و تضرع زاری کے پکارا جائے۔ تو البتہ اس کی تصدق محبوب رب العالمین اور آئمہ طاہرین دعا قبول ہوگی۔ چونکہ اصل مطلب اور مضمون میں طوالت ہوتی ہے۔ اس لئے اسقدر اشارات پر اکتفا کر کے ان اسماء کے توسل سے دعا مانگنے کا ایک مختصر طریقہ بھی درج کیا جاتا ہے۔ وھو ھذا

ثلث آخر شب اُٹھ کر نہایت پاک اور طاہر لباس پہنکر نماز ہائے شب ادا کرے اور بعد ادائے نماز ہائے شب وقت نماز صبح تک یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم بطور ندا بلا التعداد کمال خضوع و خشوع سے درحالیکہ آنسو آنکھوں سے جاری ہوں۔ اس طرح پر کہ جس طرح ندا کرتے ہیں۔ زبان پر جاری کرے اور اول وقت نماز صبح پڑھ کر حسب مطلب شرعی کے لئے خدا سے دعا مانگے اور واسطہ محمد و آل محمد کو گردانے تو انشاء اللہ جلد سے جلد اپنی حاجت کو پائیگا۔ کا آزمودہ ہے۔ اور اگر مطابق عدد حروف ان تینوں اسماء کے جو کہ مطابق عدد بارہ آئمہ طاہرین ہیں بارہ ہزار

ان اسماء کو اپنی زبان پر جاری کرے۔ اور حاجت شرعی رکھتا ہو تو انشاء اللہ مقضی المرام ہو۔ اسماء مذکور پر از اسرار ہیں۔ جو ہم سے جاہلوں سے مخفی کیئے گئے ہیں۔ البتہ بعد آئمہ معصومین کے خواص نائبین امام کو بہت کچھ معلوم ہیں۔ والسلام

ناظرین باتمکین کی خدمت میں آذان واقامت وقیام ونیّت وتکبیرۃ الاحرام وبسم اللہ وقرأت سورہ و رکوع وسجود تک کے مجمل اسرار عرض کئے جا چکے ہیں۔ اب فقط یہ عرض کرنا رہا ہے۔ کہ صبح کی دو رکعت ظہر کی چار عصر کی چار مغرب کی تین اور عشا کی چار رکعت اور اوقات نماز صبح ظہر عصر مغرب عشا میں ہونا اس کا کیا فلسفہ اور اس میں کیا اسرار ہیں۔ مذکورہ باتوں کو انشاء اللہ آئندہ ماہ کے رسالہ میں عرض کروں گا قبل اس کے مجھے اور بعض باتیں عرض کرنی ہیں وہ پہلے سن لیجئے۔ وھو ہٰذا

دنیوی پادشاہوں کے سامنے تو ان کے مقربین حسب ادب وخضوع وخشوع سے کھڑے رہتے ہیں۔ اس کو تو آپ روزمرہ سنتے ہیں بخبر مجھ سے بھی ایک نقل سن لیجئے:۔

ایاز کی نقل بعض دفاتر میں اس طرح پر مسطور ہے۔ کہ ایک روز ایاز سلطان محمود کے سامنے کھڑا تھا اور عقل وہوش تک پادشاہ کے حوالے کر دیئے تھے۔ اور خضوع وخشوع کی انتہا پر عامل تھا۔ قضائے کار ایک بھچونے حواس کے موزے کے اندر کسی نہ کسی طرح جا بیٹھا تھا۔ اس نازک وقت حضوری پادشاہ میں ڈنگ کس کے پیر پر مارا لیکن ایاز نے ادب شاہی کی وجہ سے جنبش تک نہ کی۔ کہتے ہیں کہ چند بار اسی طرح ہمیشہ کہ اس بچھونے ڈنگ مارا اور ایاز نے برابر پادشاہ کے ادب ولحاظ سے ضبط وتحمل کو ہاتھ سے نہ دیا۔ تا اینکہ جب طاقت اس کی طاق ہو گئی اور بیتاب ہو گیا اور باہر نکل آیا اور اس موذی کو موزے سے نکال کر پھینکا۔ اور موذی کو اس پر مارتا جاتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ اے کمبخت تیری شومی اور نحوست سے اپنے ولی نعمت کی خدمت میں اس وقت بے ادبی کی میں نے اور مقصّر رہا۔

مطلب ہمارا یہ ہے کہ مذکورہ ارکان وافعال نماز اذان واقامت قیام ونیت وغیرہ وغیرہ اگر اتنے خضوع وخشوع سے بھی ادا ہو جائیں۔ جیسا کہ ایاز کو سلطان محمود کے سامنے آداب کا لحاظ ہوا تو البتہ نماز مومن معراج کا درجہ رکھتی ہے۔ اور نماز کے ہر ہر فعل کا بتفصیل ذیل ثواب وفضل حاصل ہوتا ہے۔

جب بندہ نماز کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور اللہ اکبر کہتا ہے۔ تو باہر آ جاتا ہے۔ اپنے گناہوں سے مانند اس روز کے کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ اور جب بسم اللہ کی قرأت کرتا ہے۔ تو لکھتا ہے حق تعالیٰ ہر مومن کے لئے ثواب ایک سال کی عبادت کا اور جب سورۃ فاتحۃ الکتاب کی قرأت کرتا ہے۔ تو مثل اس کے ہو جاتا ہے کہ حج وعمرہ اپنے بجا لایا ہو اور جب رکوع کرتا ہے تو مثل اس کے ہو جاتا ہے کہ اس نے

اپنے ہموزن طلائے احمر کو تصدق کیا ہو۔ اور جب سبحان ربی العظیم وبحمدہ کہتا ہے تو مثل اس کے ہو جاتا ہے کہ اس نے ہر اس کتاب کو جو آسمان سے نازل ہوئی ہے پڑھا ہو اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہے تو نظر کرتا ہے۔ اس کی طرف خدائے تعالیٰ رحمت سے اور جب سجدہ کرتا ہے تو عطا آتا ہے اس کو حق تعالیٰ حسنات بعدد جن و شیاطین کے اور جب سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ کہتا ہے تو مثل اس کے ہو جاتا ہے۔ کہ جیسے لاکھ بندے آزاد کئے ہوں۔ اور جب تشہد پڑھتا ہے اور سلام کہتا ہے اور نماز سے فارغ ہوتا ہے تو کھول دیئے جاتے ہیں۔ اس کے واسطے دروازے بہشت کے۔ لیکن حضرات یہ ثواب مفت محال نہیں ہوسکتا بلکہ جب نماز آداب و شرائط اور خضوع و خشوع کے ساتھ ادا ہو۔ کم از کم اس طرح تو ہو جس کی مثال قبل اس کے بیان ہوئی +

(باقی آئندہ)

۷۸۶

قابلِ توجہ شیعیانِ حیدرِ کرار

شیعیانِ پنجاب کی تعلیمی حالت کو قابلِ اصلاح خیال کرتے ہوئے حسبِ مشورہ سر حاجی نواب فتح علی خان صاحب قزلباش کے۔ سی۔ ایس۔ آئی ای و سید نثار حسین صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ نہر چین عزلی و دیگر سر آوردہ حضرات کے قصبہ کلانور ضلع گورداسپور میں ۱۹۲۰ء میں امامیہ اینگلو ورنیکلر سکول جاری کیا گیا تھا۔ سکول ہذا فرقہ شیعہ کی طرف سے واحد قومی درسگاہ ہے۔ جس میں سے کئی طلباء بہرہ یاب ہو کر اعلیٰ تعلیم پا رہے ہیں اور خدا کے فضل سے بہت سے برسر روزگار بھی ہیں۔ جو خدمات کہ یہ قومی سکول سرانجام دے رہا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہیں۔ (نہایت ہی بہتر ہوتا اگر یہاں بھی ایک دو قومی خدمات کا ذکر کیا جاتا۔ مدیر)

لیکن مسلمہ امر ہے کہ قومی سکول بغیر کافی سرمایہ کے نہیں چل سکتے۔ قلیل سرمایہ کی وجہ سے سکول ہذا کی عمارت وغیرہ نامکمل ہیں۔ اور جب تک جمیع حضرات متفقہ کوشش و امداد عطا نہ فرماویں گے۔ یہ کار خیر مکمل نہ ہو سکیگا۔ اپیلات علمائے دین و مجتہدین متعلق امداد مدرسہ ہذا برائے مطالعہ قوم ارسال خدمت ہیں۔ بعد مطالعہ اپیلات مندرجہ حسب توفیق امداد فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

قبل ازیں مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۲۵ء کی اخبار درِ نجف میں ایک اپیل برائے امداد شائع کرائی گئی جس کے جواب میں صرف ایک صاحب جناب فخر قوم مسٹر فضل الدین صاحب ریلوے گارڈ منٹگمری

ضلع گوجرانوالہ نے بلغ ... روپے بذریعہ منی آرڈر برائے اعانت سکول عنایت فرمائے۔ جن کا ازحد مشکور ہوں اور دعا ہے کہ خداوند کریم اس کے صلے میں ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

کیا شیعہ قوم موجودہ زمانہ جد و جہد میں خواب غفلت میں پڑی رہیگی؟ دیگر قومیں منظر ترقی پر گامزن ہو رہی ہیں اور اپنی تعلیمی حالت کو بہتر بنا رہی ہیں۔ مسلم یونیورسٹی ہندو یونیورسٹیاں اپنے فرقوں کو پیغام عمل دے رہی ہیں۔ کیا شیعیان پنجاب کی سرد مہری تا ایں اسی حالت کس مپرسی میں پڑی رہیگی۔ لیکن یاد رکھئے کہ زمانہ زبان حال سے علی الاعلان للکار کر سُنا رہا ہے کہ۔

زمانہ نام ہے میرا تو میں سب کو بتا دونگا ٭ کہ جو تعلیم سے بھاگیں گے نام ان کا مٹا دونگا

مختلف اطراف پنجاب خصوصاً انبالہ۔ شملہ منصوری وغیرہ سے متعدد درخواستیں برائے حصول داخلہ دھڑا دھڑ آ رہی ہیں۔ اور میں نے شیعیان عید سکرآر کے بھروسے پر شروع سال سے شیعہ یتیم خانہ پنجاب کلانور کا افتتاح کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ جس کی بابت سیکرٹری صاحب شیعہ یتیم خانہ لکھنؤ نے اپنے عنایت نامہ مؤرخہ ۵/ نومبر ۱۹۲۵ء میں یوں رقم فرمایا ہے۔ کہ "اب میری رائے یہ ہے کہ پنجاب کے بچے کلانور میں اور بقیہ شیعہ یتیم خانہ لکھنؤ میں ہوں"

اس لئے محبان امام مظلوم شہید کربلا سے التجا ہے۔ کہ بتصدق پنجتن پاک امامیہ ہائی سکول و شیعہ یتیم خانہ پنجاب کلانور کی اعانت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں اگر آپ پابند اصول دین ہیں۔ تو صرف استطاعت فرمادیں۔ خادم القوم سید فیض حسین مینجر امامیہ سکول کلانور۔

اپیلات علمائے عظام و مجتہدین پنجاب حسب ذیل ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

کافہ مومنین کی خدمت میں التماس ہے کہ فی الواقع جناب سید فیض حسین صاحب نے اجرائے مدرسہ کلانور میں بڑی محنت اور جانفشانی فرمائی ہے۔ مومنین پر واجب اور لازم ہے کہ مدرسہ مذکور کی اعانت فرمائیں اور بلڈنگ کیلئے حتی الامکان کوشش فرماویں۔ اور اعانت میں دریغ نہ فرماویں۔

احقر سید حشمت علی خیر اللہ پوری ضلع سیالکوٹ۔

۲۸۶

مجھے بخوبی علم ہے کہ جناب سید فیض حسین صاحب کی کوشش و سعی سے کلانور میں مدرسہ چل رہا ہے۔ جو ہر طرح سے بفضلہ تعالیٰ مومنین کے لئے مفید و موجب بہبودی ہے۔ مگر آئندہ کو اس مدرسہ کے بقا کیلئے سوائے اعانت مومنین کے کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ بنابریں مومنین کا فرض ہے

کہ ہر جائز طریق سے مدرسہ مذکور کی اعانت فرماویں۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیعُ اَجرَ المُحسِنِین ۔

احقر غلام علی النقوی الجلالپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجھے لعلت مصاحبت ارباب حل و عقد معلوم ہوا ہے۔ کہ جناب سید فیض حسین صاحب نے جو مدرسہ جاری کیا ہے۔ اسکے طلباء بعد تعلیم مذہب حقہ کی ہر طرح خدمت کریں گے۔ بلکہ مدرسہ کیا ہے۔ ایک مشن تبلیغی قائم ہوئی ہے لیکن افسوس ہے کہ فی الحال کوئی مایہ سید صاحب موصوف کے پاس نہیں ہے ہاں اگر مومنین توجہ فرماویں تو کوئی بڑی بات نہیں۔ اس مدرسہ کی پرورش گویا مذہب حقہ کی پرورش ہے یہی خیرات ہے جس کی نسبت کلام نوامیس اکبر الٰہیہ میں وارد ہوا ہے۔ کہ ایک پیسہ خرچ کرو گے تو چودہ سو کے مستحق ہوگے وہم سورۂ بقر آیہ نمبر ۲۶۱

احقر فیض محمد علوی غفرلہ

باسمہ سبحانہ

چونکہ جناب مولوی صاحبان امامیہ ہائی سکول کلانور ضلع گورداسپور کی کارگذاری کی اپنے ذاتی علم پر تصدیق کرتے ہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ مومنین اس دینی مدرسہ کی اعانت و امداد میں ضرور حصہ لیں کہ اس کی امداد دین کی امداد ہے۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین و الیہ ترجع الامور وھو متولی الصالحین

خادم الشریعۃ سید علی الحائری

مہر

یا بایں شور شوری یا بایں بے نمکی

ہر قصبہ و دیہات میں جہاں جہاں "الحافظ" پہنچتا ہے شیعیان علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے پے در پے خطوط ملنے نے ہمکو مجبور کر دیا کہ ہر ایک محب خاندان آلِ عبا کی خدمت میں مدرسۃ الحافظ کے داخلہ فارم بھیجے جائیں تاکہ مومنین و معاونین مدرسہ مذکور کی سرپرستی و ممبری منظور فرما کر اُن ضروریات کو پورا کریں جو آئندہ یقیناً پیش آنے والی ہیں۔ لیکن آج نہایت افسوس کیساتھ

لکھنا پڑا کہ عرصہ ایک ماہ کا گذر گیا صرف چند فارم وصول ہوئے۔ باقی ہزار کے قریب احباب کے پاس یونہی پڑے ہوئے ہیں۔ ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ اس خاموشی کا آخر کیا سبب ہے۔ اگر قوم کو اس مدرسہ کی ضرورت نہیں تو ہمیں لکھدے۔ تاکہ اس سلسلہ کو ہمیں بند کر دیا جائے۔ اور اگر قوم اس مدرسہ کی ضرورت سمجھتی ہے تو امداد و اعانت سے دریغ نہ کرے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہر ایک شخص کیساتھ دنیاوی ضروریات وابستہ ہیں۔ لیکن جہاں دنیاوی امور میں صرف نام و نمود کے لئے ہزاروں روپے صرف کیئے جاتے ہیں۔ وہاں اس کے مقابلہ میں چار آنے ماہوار ادا کرنے کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ صرف تھوڑے سے ایثار کی ضرورت ہے۔ اور اگر مدرسہ کی اعانت میں بالکل خاموشی ہے تو براہ کرم فارم دفتر میں واپس لوٹا دیئے جائیں۔ کیا زندہ دل حضرات کی غیرت مذہبی اور حمیت قومی اس بات کو گوارا کریگی۔ ہرگز نہیں) اگر مغزز قوم میں اب بھی سماعت نہ ہوئی تو سخت افسوس ہوگا۔ اور آئیندہ ہمیں کچھ اور لکھنے کی جرأت ہوگی ✤

تفصیل آمد و خرچ شیعہ مدرسۃ الحفاظ لاہور بابت ماہ جمادی الاولی ۱۳۴۴ھ

بقایا سابقہ	چندہ	عطیہ	میزان	خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

(نوٹ) شیعہ انجمن سوسائٹی خواجگان نارووالی لاہور کا وفد برابر گشت لگا رہا ہے۔ الحمد للہ کامیاب ہے

لائبریری شیعہ مدرسۃ الحفاظ لاہور

صحبت گذشتہ "الحافظ" نمبر ۸ میں لائبریری شیعہ مدرسۃ الحفاظ کی نسبت کچھ مختصر لکھا جا چکا ہے۔

صحبت امروزہ میں ہم پھر ناظرین باتمکین کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں اور خصوصاً صاحبان تصنیف و تالیف اور بالعموم ان حضرات کو توجہ دلاتے ہیں۔ جن کے پاس اکثر کتب یونہی پڑی ہیں۔ کہ وہ براہ عنایت لائبریری کی تکمیل کے لئے ہر کتاب کا ایک ایک نسخہ خاکسار سیکرٹری کے نام بھیجکر ثواب اخروی حاصل کریں تاکہ مدرسۃ الحفاظ کے طلاب کا دینی کورس پورا ہو جائے جن حضرات نے ہماری طرف اعانت کا ہاتھ بڑھایا ہے ان کے نام نامی مع تعداد کتب درج ذیل ہیں۔

ہماری گذارش پر غور فرماتے ہوئے حضور قبلہ و کعبہ علامہ ہندی صاحب دامت فیوضہم نے کتب عطا ۲ رسالہ کی تعداد میں مناظر الاثنائی وغیرہ رئیس الناظرین سید بر کتعلیشاہ صاحب گوشہ نشین نے اپنی مؤلفہ کتب عطا فرمائی ہیں محامد لضاب جناب منیجر صاحب کتبخانہ اثنا عشری لاہور نے کتب شیعہ کے ۱۸ نسخے قیمتی پانچ روپیہ چار آنہ لائبریری کو مرحمت فرمائے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ خداوند کریم ہر ایک مومن مصنف و مؤلف کو ہدایت

حق و باطل

حق و باطل کا نام تو سبھی جانتے ہیں۔ اور دنیا کی تمام نیکیاں و بدیاں انہیں دو الفاظ سے تعلق رکھتی ہیں۔ خواہ وہ کسی عالم میں ہوں۔ شکل میں ہوں۔ صورت میں ہوں۔ مگر از روئے عقل ان دو حالتوں سے خالی نہیں ہو سکتیں۔ اور انسان بھی انہیں دو لفظوں کے تابع ہو کر۔ معلوم کیا کچھ دنیا میں کر ڈالتا ہے تاریخ کے صفحے عالم کی کہانیاں۔ مرسلین کے تذکرے۔ انبیاؤں کے واقعے۔ سلاطین کی داستانیں۔ فقیروں کے قصے۔ عاشق و معشوق کے چرچے۔ اقتصادی معاملات۔ تمدنی احکام۔ سوشل کارروائیاں۔ لیگل جھگڑے۔ سب میں انہیں دو لفظوں کا دخل کسی نہ کسی شکل سے۔ روپ سے۔ رنگ سے۔ ڈھنگ سے قطع سے اور وضع سے پایا جاتا ہے۔ اور انسان اسی حق و باطل کی صحیح شناخت و تمیز نہ ہونیکی وجہ سے دنیا کے تمام عیوب میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا تو دنیا اس کی عاقبت بھی بخیر نہیں ہوتی۔ اگر وہ دنیا میں مردود رہتا ہے۔ تو عاقبت میں بھی راندہ درگاہِ الٰہی ہو جاتا ہے۔

پس فرائض انسانی کا مقتضی یہ ہے کہ وہ جہاں تک ہو سکے۔ حق و باطل کی تمیز میں عقل سے کام لے اور اسباب کو سمجھے کہ حق ہمیشہ حق رہتا ہے۔ وہ کسی کا تابع نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ اگر تابع ہوگا تو اس کا اتباع دو حال سے خالی نہ ہوگا۔ یعنی یا تو حق حق کے تابع ہوگا یا حق باطل کے تابع ہوگا۔ پس اگر حق حق کے تابع ہے تو حقیقتہً اس تابع و متبوع میں کوئی قباحت ہی نہیں۔ اور اگر حق باطل کے تابع ہوگا تو وہ حق حق نہ رہے گا لہٰذا یہ امر ناممکن ہے کہ حق کسی کی پیروی کرے۔

دوسرے یہ بات یوں بھی ناممکن معلوم ہوتی ہے کہ ہر اتباع میں کوئی نہ کوئی خاص غرض ہوتی ہے جو متبع کے لئے بواسطہ اتباع حاصل ہوتی ہے۔ اور جس کی تحصیل کیلئے اتباع ضروری ہوتا ہے۔ تو ایسی حالت میں حق کون سے جمال سے خالی ہے۔ جو وہ اتباع سے حاصل کرنے کے لئے تابع ہوگا۔ لہٰذا سخت غلطی ہے کہ حق کو اتباع سے منسوب کریں۔ ہاں اگر افعال و اقوال میں سے اور چیزیں اتباع حق کریں۔ تو وہ علیتہ اس اتباع سے خلعت گرانمایہ حقیقت پہن سکتی ہیں۔

پس جب حق میں اتباع کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔ تو وہ انسانی خواہشوں کی بھی پیروی نہیں کر سکتا۔ کیوں کہ اول تو دنیا میں جتنے دل ہیں اتنی خواہشیں ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ ایک ایک دل میں ہزار ہزار خواہشیں ہوتی ہیں۔ اور ہر خواہش کی نئی کیفیت ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک شخص کے ایک ہی دل میں ایک ہی چیز کی بابت مختلف وقتوں میں مختلف خواہشیں پیدا ہوتی ہیں مثلاً انسان حالت طفولیت میں

کی خواہشیں اسکی چمک دمک کی خیالی آلہ لعب سمجھ کر رکھتا ہے۔ تو عالم جوانی میں اس کی اُلفت کے وجوہ مرغوبات شہوانی و ملاعب و ملابس و مناکح کے تصرفات ہو جاتے ہیں۔ اور جب عالم ضعیفی میں زمانہ طفولیت و جوانی رخصت ہو جاتا ہے۔ تو ان کے ساتھ یہ دونوں غرضیں بھی گذر جاتی ہیں۔ اور ایک تیسری قسم کی غرض توریث اولاد یا وجوہ خیرات و حسنات و دیگر اسی قسم کے وجوہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ یا ایسی ہی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسانی خواہشیں شخص واحد کی کثرت کے ساتھ ایسی ملتی ہیں کہ صبح کو کچھ دوپہر کو کچھ اور شام کو کچھ ہوتی ہیں۔ علاوہ اس کے وہی ایک خواہش جو ایک وقت میں مرغوب ہوتی ہے۔ دوسرے وقت میں غیر مرغوب ہو جاتی ہے۔ مثلاً کسی حاکم مجاز نے اگر ہمارے قرضدار ہونے کی صورت میں ہم کو قرضہ سے بری کر دیا تو ہم خوش ہوتے ہیں۔ اس کی تعریفیں کرتے ہیں اور اپنی ان باطل کارروائیوں پر جو حاکم مجاز کو حق و باطل کی تمیز میں دہوکہ دینے والی ہوئیں فخر کرتے ہیں لیکن اگر وہی حاکم بعینہٖ اسی طرح ہمارے مقروض کو بری کر دیتا ہے۔ اور ہمارا قرضہ ہمارے مقروض کے ذمہ واجب الادا نہیں ٹھہراتا۔ تو ہم اسے بُرا کہتے ہیں۔ اور ناخوش ہوتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت دونوں کی ایک ہی ہے۔

اسی طرح انسان دوسرے کو سب کچھ جا و بیجا کہنا اچھا سمجھتا ہے۔ مگر جب وہی باتیں دوسرا اُسے کہتا ہے۔ تو از حد بُرا و ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ اور اس کی حد یہاں تک پہنچ جاتی ہے۔ کہ وہ اسکا پکا دشمن ہو جاتا ہے۔ اب خواہ یہ دشمنی ظاہری ہو یا باطنی۔

پھر جب بنائے انسانی کے اختلاف آرائی کی یہ حالت ہے اور خواہشیں یوں بدلتی رہتی ہیں۔ تو حق ا کیوں کر اس کی پیروی کر سکتا ہے۔ جبھی تو پروردگار عالم نے اپنے کلام بلاغت نظام میں جس میں سب رطب و یابس موجود ہے صاف صاف فرما دیا ہے کہ "ولو اتبع الحق اهواءهم"۔ اور علامہ فخر رازی لکھتے ہیں کہ "قال الرازي الثاني ان اهواءهم في عبادة الاوثان وتكذيب محمد صلى الله عليه وآله وهما منشاء المفسدة والحق هو الاسلام فلو اتبع الاسلام قولهم لعلم الله حصول المفاسد عند بقاء هذا العالم وذالك يقتضي تخريب العالم وفنائه" یعنی فخر رازی لکھتے ہیں کہ ثانیاً ان کی خواہشیں عبادت اوثان اور تکذیب محمد میں نہیں اور یہی دو چیزیں سرنشتہ مفاسد ہیں اور حق اسلام ہے پس اگر اسلام انکے قول کا تابع ہوتا تو خدا اس امر کو جانتا کہ بقائے عالم موجب حصول مفاسد ہے اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ عالم فنا و خراب کر دیا جائے۔

(باقی دارد) (جناب) بیباک ماہی (صاحب)

منصوری میں تعمیر مسجد اور امام باڑہ کیلئے پُر زور اپیل

برادران ملت سلام علیکم - آپ حضرات کو اکثر قومی اخبارات کے ذریعہ سے معلوم ہوتا رہا ہوگا - کہ منصوری میں انجمن امامیہ جولائی ۱۹۲۰ء میں قائم ہوئی تھی - جس کا مقصد اصلی صرف یہ تھا - کہ قوم کے واسطے مسجد اور امام باڑہ تعمیر کرے - کیوں کہ ہمارے قومی امراء اور رؤساء و نوابان جو تفریحاً منصوری تشریف لاتے ہیں - و نیز موجودہ مقامی برادران ایمانی کو بوجہ نہ ہونے مسجد و امام باڑہ کے نماز جماعت عیدین و مجالس عزا کی سخت دشواری ہوتی تھی - چنانچہ اب کارکنان انجمن نے ایک کافی زمین مسجد اور امام باڑہ کیواسطے حاصل کرلی ہے - اب سوال صرف روپیہ کا ہے - لہٰذا قوم کے امراء رؤساء و ہر افراد ملت سے دست بدست اپیل کی جاتی ہے - کہ وہ ہر ممکن طریقہ سے کارکنان انجمن کا ہاتھ بٹائیں - اور صرف سات ہزار روپیہ کی ایک قلیل رقم جلد فراہم کردیں تاکہ مسجد اور امام باڑہ جلد تیار ہوجائے - اور مجالس عزا و نماز عیدین کی ادائیگی میں مشکلات کا سامنا نہ ہو جو کچھ قلیل یا کثیر رقم ہمدردان ملت ارسال فرماویں گے - شکریہ کے ساتھ قبول کی جاویگی - (نوٹ) جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام سید باقر حسین نائب سیکرٹری انجمن امامیہ کلہڑی بازار کوہ منصوری کے پتہ سے ہونا چاہئیں - فقط والسلام -

خادم قوم و ملت :- سید باقر حسین نائب سیکرٹری انجمن امامیہ منصوری

التقریظات

نفس المساوات میں بعض مضامین جو آئمہ طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین کی نسبت ہیں وہ مفید ہیں - مگر مسئلہ مساوات میں جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کا نبی ہونا شیعوں کے عقیدہ کے بالکل متضاد ہے - بغیر از نبوت باقی اوصاف میں بلاشبہ علیؑ مثل رسولؐ میں - (معزز معصر الواعظ لکھنؤ صفحہ ۳ جلد ۵ سے معلوم ہوتا ہے - کہ بعض مومنین ساکنان افریقہ نے جناب حجۃ الاسلام ابوالحسن صاحب اصفہانی دام ظلہ سے دریافت کیا ہے کہ کیا مسئلہ مساوات کو جناب نے عین ایمان قرار دیا ہے - جو کتاب نفس المساوات میں آپ کا فتویٰ درج ہے - ممدوح نے جواباً ارشاد فرمایا ہے - کہ میری عبارت میں صاحب رسالہ نے تغیر کیا ہے - لفظا عین ایمان کو جو میری طرف نسبت دیگئی ہے یہ میری عبارت نہیں (افسوس ہے کہ ایسے خلاف عقیدہ رسائل شائع کرکے مومنین میں کیوں ایک نیا فتنہ قائم کیا جاتا ہے

ہے۔ معلوم نہیں کہ فرقۂ شیعہ میں ایسی رخنہ اندازی سے مصنف کا کیا مقصود ہے ۔

معاونین سے اظہار شکوہ

(۱) امر اول۔ ہمارا وعدہ تھا کہ اگر الحافظ کا ہر ایک معاون ایک ایک خریدار نیا بہم پہنچائیگا تو ہم آئندہ
نمبر ۱ میں جناب قبلہ و کعبہ علامہ حائری دامت برکاتہم کے فوٹو کا اضافہ کر دینگے۔ ہم نے تو بفضلہ تعالیٰ ا
وعدہ کر دیا اور کثیر رقم خرچ ہونے کے بعد رسالہ زینت پا گیا۔ بعض جدید خریداروں نے تو چندہ بھیج دیا ہے
اکثر حضرات نے خریداری کا وعدہ دیکر رسالہ برابر جاری رکھنے کی درخواست کی ہے۔ اگر ہماری گذار
کے مطابق عملدرآمد ہوتا تو فوٹو گرافر کی اجرت۔ بلاک کی بنوائی اور اس کی چھپوائی وغیرہ تقریباً وصول
جاتی۔ اگر اب بھی معزز احباب کرم فرمائیں گے تو ہماری کمی بوجہ احسن پوری ہو جائے گی۔ ہماری خا
التماس کو ملحوظ النظر رکھ کر ایک ایک نیا خریدار دیکر الحافظ کو زیادہ مفید اور دلچسپ بنانے میں امداد دیں
تاکہ اس کا حجم بڑھا دیا جائے۔ اور دلچسپ مضامین اس میں زیادہ درج ہو سکیں۔

امر دوم۔ اگر احباب میں سے کسی صاحب کو قبلہ و کعبہ کے فوٹو کی مزید ضرورت ہو تو وہ براہ راس
مینجر دفتر الحافظ سے طلب فرماویں اصلی عکسی فوٹو نہایت خوبصورت ایک درجن ۔ فی کاپی ۔ مطبوعہ بلا
فی درجن ۔ فی ۔ محصول ڈاک بذمۂ خریدار ہوگا ۔
۱۲ر للعہ ۲ر ۸عہ

(۲) مضمون نگاران علمیہ مضامین دلچسپ پیرایہ میں جہاں تک ممکن ہو سکے مختصر۔ اور خوشخط لکھا کر
ایسے مضامین صحیح اور جلدی چھپ جاتے ہیں۔

(۳) خریداران الحافظ خط لکھتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھا کریں۔ ورنہ تعمیل ارشاد مشکل ہے۔

(۴) جواب طلب امور کے لئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہئے۔ ورنہ جواب نہیں دیا جا

خادم قوم :- مینجر

... پریس ... میں باہتمام میر فیروز الدین ... حکیم ... شیخ بہادر ... پرنٹر و پبلشر نے دفتر الحافظ لاہور موچی ...